پادریوں نے ہی اپنے مقدس عصائے پطرس کی ضربوں سے اس کے سر کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے۔ اور اس کے نازک جسم کا بُری طرح مثلہ کرکے نذرِ آتش کردیا گیا۔

سکندر مقدونی کی سلطنت اس کے تین سپہ سالاروں میں تقسیم ہوئی تو مصر بطلیموس کے حصہ میں آیا۔ اس کی علم دوست اولاد نے مصر کو علوم وفنون کا مرکز بنانے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ مصر کے پایۂ تخت اسکندریہ میں ایک بے مثال کتب خانہ کی بنیاد رکھی گئی جس میں رفتہ رفتہ سات لاکھ کتابیں جمع ہوگئیں۔ جن میں سے آدھی تو جولیس سیزر نے جلادیں اور باقی جو کتابیں بچیں وہ عیسائیوں کے دورِ اقتدار میں تلف کردی گئی۔ اس کتب خانہ کی تباہی کو مسلمانوں کا عمل قرار دیا جاتا ہے۔ اور اس الزام کو بہت زور شور کے ساتھ اُچھالا بھی جاتا ہے لیکن اسپین کے ایک مورخ اودریس کے سفرنامہ سے اس کی تردید ہوئی ہے۔ اس نے ۴۱۳ء یعنی قبل از بعثت نبوی اسکندریہ کا دورہ کیا۔ اور انتہائی صفائی کے ساتھ اپنے سفرنامہ میں یہ لکھا کہ میں نے کتب خانہ دیکھا الماریاں تو موجود تھیں مگر کتابیں ندارد تھیں۔ ان کتابوں کو اسکندریہ کے عیسائی پہلے ہی آگ دکھا چکے تھے۔

ہندوستان میں برہمنوں نے تعلم وتعلیم پر اپنی اجارہ داری قائم کر رکھی تھی۔ دوسرے طبقات کے لئے علم کی خوشہ چینی ممنوع بلکہ سزا کی بھی موجب بن جاتی تھی۔

یہودیوں میں ربانیوں نے علم کو اپنی جاگیر بنا رکھی تھی۔ اور اس جاگیر کے بل پر وہ لوگوں پر حکمرانی بھی کرتے تھے غرضیکہ علم اور تعلیم وتعلم کو عوام کے لئے شجر ممنوع بنادیا گیا تھا۔

ان واقعات سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ علم کو بہر حال ہر دور کے اعلیٰ طبقہ میں عوامی استحصال کا ذریعہ بنایا گیا۔ اور اسی کے نام پر اپنی "خدائی" کو قائم کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور اسی طرح سے علم کو ہمیشہ کھلواڑ بنائے رکھا گیا۔

بلاشبہ یہ اسلام کا کارنامہ ہے کہ اس نے طلبِ علم کو ایک "فریضہ" قرار دیا "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم" طلبِ علم کو فرض بھی قرار دے دیا جاتا تو بہت اہم بات ہوتی لیکن فرض نہ کہکر

فریضہ کی قید لگا دینے سے مفہوم میں جو وسعت اور معنویت پیدا کی گئی ہے اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اسلام میں فریضہ کا تصور کچھ اس طرح ہے:۔

ایک ایسی ذمہ داری ہے جس سے انسان کسی صورت میں بھی مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔ تمام مشغولیتیں اور صعوبتیں بھی ادائیگی فریضہ میں مانع نہیں بن سکتیں۔

ایسی ذمہ داری جس کی ادائیگی عبادت میں شمار ہوتی ہے اور چونکہ عبادت کے مقتضیات میں امانت و دیانت طہارت و نظافت اور اخلاص نیت و صفائی قلب بھی شامل ہے۔ ایسے ہی تحصیل علم کے فریضہ کی ادائیگی میں بھی امور ضروری متصور ہوں گے۔

فریضہ کی ادائیگی انسان کو اس کے خالق سے قریب تر کرنے کا سبب بنتی ہے طلب علم بھی ایک فریضہ ہے لہٰذا اس کی انجام دہی سے خدا کی قربت کا احساس جان گزیں ہونا ناگزیر ہے۔

اسلام میں تعلیم و تعلم دونوں کی کس قدر اہمیت ہے۔ حدیث ذیل سے اس کی بخوبی وضاحت ہوتی ہے۔

"جاہل کو سزاوار نہیں ہے کہ وہ اپنی جہالت پر تکیہ کئے رہے اور نہ عالم کو سزاوار ہے کہ وہ اپنے علم کو پوشیدہ کئے رہے۔" ایک اور مختصر سی حدیث میں فرمایا گیا ہے "علم خزانے ہیں اور سوال ان کی کنجیاں ہیں۔" اس موقع پر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا قول نقل کر دینا مناسب ہوگا فرماتے ہیں:۔

تعلموا العلم فان تعلمه لله خشية وطلبه عبادة۔ مذاکرته تسبیح والبحث عنه جهاد وتعلیمه لمن لا یعلمه صدقة (الترغیب والترهیب)

علم سیکھو کہ اس کا سیکھنا خوفِ خدا کا موجب ہے، اس کی جستجو کرنا عبادت ہے اس کی ممارست و مشغولیت تسبیح میں شمار ہوتی ہے اور اس کی تلاش و تحقیق (میں مشقت اٹھانا بھی) جہاد ہے۔ اس کا استعمال یعنی اس سے استفادہ تقرب الٰہی کا ذریعہ بنتا ہے اور ناواقفوں کو علم سے

بہرہ مند بنانا کارِ خیر ہے۔

قرآنِ کریم کی متعدد آیات سے علم و اہلِ علم کے مرتبے پر روشنی پڑتی ہے سورہ زمر میں فرمایا گیا ہے:۔

قل ھل یستوی الّذین یعلمون والّذین لا یعلمون

(اے محمدؐ) آپ کہہ دیجئے کہ اہلِ علم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے

سورہ مجادلہ میں فرمایا گیا ہے:۔

یرفع اللہ الّذین اٰمنوا والّذین اوتوا العلم درجات ۔

تم میں سے اللہ انہیں کے درجات بلند کرتا ہے جو اہلِ ایمان و اصحاب علم ہیں۔

اسلام کی انہی تعلیمات کا نتیجہ تھا کہ جہاں کہیں اس کے پیروؤں کی حکومتیں قائم ہوئیں علم کے چرچے بھی عام ہوتے۔ مکاتب مدارس کا جال پھیلا۔ اور وہ علاقے جو کبھی غیر متمدن تھے مدنیت و حضارت کا مرکز بن گئے۔ مرحوم اندلس بغداد و بصرہ، موصل و کوفہ اور قاہرہ جیسے مختلف شہروں کی علمی و تمدنی تاریخ پر ہم بجا طور پر ناز کر سکتے ہیں۔

اسلام سے پہلے زیادہ تر انحصار عقلی و نظری علوم پر کیا جاتا تھا لیکن اس کی آمد کے بعد سے جہاں بہت سی تبدیلیوں نے جنم لیا وہاں ایک سب سے بڑی تبدیلی یہ تھی کہ اسلامی تعلیمات کے طفیل علوم کی دوسری اقسام کی باضابطہ بنیاد پڑی یعنی عمرانی و صنعتی سماجی و معاشرتی علوم کی تدوین ہوئی اور فنی تعلیم کو بھی سنجیدگی کے ساتھ فکر و عمل کا موضوع بنایا گیا۔

قرآنِ کریم کی ابتدائی سورت "اقرأ" میں تعلیم و تعلم کے دو بنیادی ذریعے قرأت اور قلم کے ذکر سے بھی اسلام کے اس بنیادی پہلو کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ انسان کے لئے علم کے نام سے تاریخ نے جو ورثہ چھوڑا ہے وہ اُن ہی دونوں ذرائع کا مرہونِ منت ہے۔ اگر ہم قرأت اور قلم کا سہارا نہ لیں تو ہماری کوئی حیثیت نہ رہے گی۔ سورۂ (نٓ) میں دوسری چیزوں کے ساتھ ساتھ قلم کی قسم کھا کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوِ مرتبت اور آپ